

شرع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نام کتاب

مصحح شریف
مختصر شرح بروی تفسیر

جلد: اول

تالیف: امام مسلم بن الحجاجؒ

ترجمہ: علامہ وحید النعمانؒ

تخریج: عظیم صلیووری

تاریخ اشاعت: اپریل ۲۰۱۱ء

ملے کا پتہ

دار الفکر پبلیشز
آر دو بازار لاہور
042-7221565

COPY RIGHT

All rights reserved

Exclusive rights by

Dar-ul-Qudas Lahore Pakistan.

No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means or stored in a data base retrieval system, without the prior written permission of the publisher.

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
92	ایمان کی حقیقت اور اس کے خصائص کا بیان	13	ایمان اور ایمان
95	نمازوں کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے	17	مسلم کے حالات زندگی
97	اسلام کے ارکان پوچھنے کا بیان	18	مسلم کی تعلیم و تحصیل
100	اس ایمان کا بیان جس سے آدمی جنت میں جائے گا	19	مسلم کی صحیح مسلم کا درجہ
102	ایمان اور شریعت کا پابند جنت میں جائے گا	20	اسلام کی دوسری تصانیف
102	اسلام کے ارکان کا بیان اٹھ	21	ایمان اور ایمان
	اللہ و رسول اور دینی احکام پر ایمان لانے کا حکم	26	مسلم کی حد امام مسلم تک
104	کرنا اٹھ	29	مسلم کی حد امام مسلم
	لوگوں کو شہادتین کی طرف بلانے اور اسلام کے	38	ایمان اور ایمان
111	ارکان کا بیان	40	ایمان اور ایمان
113	جب تک لوگ کلمہ نہ کہیں ان سے لڑنے کا حکم	41	ایمان اور ایمان
119	بیان اس بات کا کہ جو شخص اٹھ	43	ایمان اور ایمان
122	موجود قطعاً جنتی ہے		ایمان اور ایمان
	جو شخص اللہ کی خدائی اور اسلام کے دین اور محمد ﷺ	46	ایمان اور ایمان
	کی پیغمبری پر راضی ہو وہ مومن ہے	48	ایمان اور ایمان
137	اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے	72	ایمان اور ایمان
138	ایمان کی شاخوں کا بیان		کتاب ایمان
142	جامع اوصاف اسلام کا بیان	86	ایمان اور ایمان

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
143	خصائل اسلام کی فضیلت الخ	177	کہنے کا بیان
144	ان خصلتوں کا بیان جن سے ایمان کا مزہ ملتا ہے	178	اس شخص کا کافر ہونا جو کہے پانی تاروں کی گردش سے پڑا
146	رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا واجب ہے وغیرہ	182	انصار اور حضرت علیؓ سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے
146	ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے	183	عبادت کی کمی سے ایمان کا گھٹنا
147	ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے	185	تارک نماز کا حکم
148	ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب وغیرہ	187	اللہ پر ایمان لانا سب کاموں سے بڑھ کر ہے
150	بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے وغیرہ	190	شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے
156	ایمان داروں کا ایمان ایک دوسرے سے کم زیادہ ہونا	192	کبیرہ گناہوں کا بیان
162	جنت میں مومن جائیں گے	196	کبر و غرور اور خود پسند کی حرمت اور اس کا بیان
163	دین خیر خواہی، سچائی اور خلوص کو کہتے ہیں	198	جو شخص شرک سے پاک ہو وہ مرے تو وہ جنت میں جائے گا
166	گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے وغیرہ کا بیان الخ	200	کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے
169	منافق کی خصلتوں کا بیان	205	جو شخص مسلمانوں پر ہتھیاراٹھائے وہ مسلمان نہیں
171	مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان	206	جو شخص مسلمانوں کو فریب دے وہ ہم سے نہیں
172	اپنے باپ کے سوا اور کا بیٹا کہلانے والا کافر ہے	206	رخسار پر مارنا حرام ہے
173	اپنے باپ سے پھر جانے، نفرت کرنے والے وغیرہ کا بیان الخ	207	چغل خوری سخت حرام ہے
174	مسلمان کو گالی دینا، برا کہنا گناہ ہے	209	تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنا منع ہے
176	نسب میں طعن کرنے والے اور میت پر چلا کر رونے الخ	211	خودکشی حرام ہے
	اپنے مولیٰ کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر	216	مال غنیمت چرانا سخت منع ہے
		218	خودکشی کرنے والا کافر نہ ہوگا
		219	قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
270	رسول اللہ ﷺ پر وحی اترنے کا بیان	219	پہلے سے پہلے
276	معراج کا بیان	220	معاذ اللہ! اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہئے
293	مسح ابن مریم..... الخ	211	مسلمان ہو جائے تو کیا..... الخ
298	ولقد راہ نزلة اخروی کا بیان	222	ہجرت سے گناہوں کا معاف ہو جانا
304	اس قول کے بارے میں کہ وہ..... الخ	224	مکرمہ حالت میں نیک کام کرے الخ
305	اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ..... الخ	226	خلوص کا بیان
306	اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنوں کو آخرت میں ہوگا	227	مومنوں کا بیان
308	اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیفیت کا بیان	235	جہنم سے ڈرنا تو کیا کہے
321	شفاعت کا ثبوت اور موحدوں کا جہنم.....	239	جہنم کی سزا جہنم ہے
323	سب سے آخر میں نکلنے والا دوزخی	243	جہنم والے شخص کا بیان
327	سب سے ادنیٰ درجہ کے جنتی کا بیان	245	جہنم کے حقوق میں خیانت کرے
345	نبی اکرم کا یہ بیان کہ..... الخ	246	جہنم کے لئے جہنم ہے
349	رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کے لئے دعا کرنے کا بیان	252	امانت اٹھ جانے کا بیان
350	کفر پر مرنے والا شخص جہنم میں جائے گا	255	عداوت و بغض کے ساتھ
350	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اپنے قریبی..... الخ	255	ایمان کا مٹ جانا
353	حضور ﷺ کی سفارش سے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہوگی	256	یا جان جانے سے ڈرنے والے شخص
354	دوزخیوں میں عذاب کے لحاظ سے..... الخ	258	جہنم کا بیان
355	کفر کی حالت میں رہنے سے کوئی عمل قبول نہیں	260	جہنم کی پیغمبری کا یقین کرنا الخ
356	مومن سے دوستی رکھو	263	جہنم کا بیان
356	مسلمانوں کا ایک گروہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا	266	جب ایمان مقبول نہ ہوگا

اس کی افادیت محتاج بیان نہیں۔

قرآن و حدیث کی خدمت اور ان کی تشریح و تفہیم کے ذرائع کو عام کرنا ہمارا نصب العین ہے اور یہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام ہماری اس کوشش کو بنظر استحسان دیکھیں گے اور اس پر عمل پیرا ہو کر دعائے خیر کے ساتھ یاد فرمائیں گے۔

بشیر احمد نعمانی

امام المحدثین حجتہ الاسلام حضرت امام مسلم کے

مختصر حالات زندگی

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ محدثین کرام میں جو بلند پایہ مقام رکھتے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ علمائے اسلام کا اگرچہ یہ سلسلہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے بعد پہلا مرتبہ صحیح بخاری شریف کا ہے اور پھر صحیح مسلم شریف کا، جس سے صحیح مسلم کے مرتبہ امام مسلم رحمہ اللہ کی عظمت کا کافی اندازہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض علماء کا خیال یہ بھی ہے کہ صحیح مسلم شریف کا درجہ صحیح بخاری شریف سے بلند نہیں تو مساوی ضرور ہے کیونکہ صحیح مسلم شریف کی احادیث کافی تحقیقات کے بعد جمع کی گئی اور بعض اعتبارات سے تحقیقات میں حضرت امام مسلم رحمہ اللہ کا درجہ امام بخاری سے بڑھا ہوا ہے۔

بہر نوع حضرت امام مسلم رحمہ اللہ کا پایہ محدثین کرام رحمہم اللہ میں اس قدر بلند ہے کہ اس درجہ پر امام بخاری رحمہ اللہ کے دو سرا محدث نہیں پہنچا اور ان کی کتاب صحیح مسلم شریف اس قدر بلند پایہ ہے کہ صحیح بخاری کے سوا کوئی کتاب اس کے سامنے نہیں رکھی جاسکتی۔

اسلام اور سلسلہ نسب، پیدائش اور وفات:

حضرت امام مسلم کا پورا نام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن دروین تھا۔ ابوالحسین آپ کی کنیت تھی اور مساکر الدین لقب تھا۔ قبیلہ بنو قشیر سے آپ تعلق رکھتے تھے جو عرب کا ایک مشہور خاندان تھا اور خراسان کا مشہور شہر ہشاپور آپ کا وطن تھا۔

حضرت امام مسلم ۲۰۳ھ یا ۲۰۶ھ میں باختلاف اقوال پیدا ہوئے لیکن اکثر علماء اور مورخین کی تحقیق یہ ہے کہ آپ ۲۰۶ھ ولادت ۲۰۶ھ زیادہ معتبر ہے۔ حضرت امام نووی شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں کہ حضرت امام مسلم رحمہ اللہ ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے، ۵۵ سال کی عمر پائی اور ۲۴ رجب ۲۶۱ھ کی اتوار کے دن شام کے وقت وفات پائی اور نیشاپور میں دفن ہوئے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ نے والدین کی نگرانی میں بہترین تربیت حاصل کی اور اس پاکیزہ تربیت ہی کا یہ اثر تھا کہ اعلیٰ عمر سے آخری سانس تک آپ نے پرہیزگاری اور دینداری کی زندگی بسر کی، کبھی کسی کو اپنی زبان سے برا نہ کہا یہاں تک کہ کسی کی فہمت نہیں کی اور نہ کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا بیٹھا۔

ابتدائی تعلیم آپ نے نیشاپور میں حاصل کی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ذکاوت و ذہانت اور قوت حافظہ عطا کی تھی کہ بہت تھوڑے عرصہ میں آپ نے رسمی علوم و فنون کو حاصل کر لیا اور پھر احادیث نبوی ﷺ کی تعلیم و تحصیل کی جانب توجہ کی۔

علم حدیث کی تعلیم و تحصیل:

مورخین کا بیان ہے کہ حضرت امام مسلم علیہ الرحمۃ نے علم حدیث کی تعلیم حضرت محمد بن یحییٰ ذہلی نیشاپوری اور حضرت یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری سے حاصل کی۔ یہ دونوں حضرات اپنے زمانہ کے ائمہ حدیث تھے اور ان کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا یہاں تک کہ امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ اکابر محدثین نے بھی ان ہی سے علم حدیث کو حاصل کیا تھا۔

علماء کا بیان ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم تحصیل حدیث کے دوران اپنے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی سے ایک مسئلہ میں الجھ پڑے اور یہ نزاع اس قدر بڑھی کہ امام بخاری کے ساتھ امام مسلم کو بھی امام ذہلی کا حلقہ درس ترک کرنا پڑا، یہاں تک کہ حضرت امام مسلم نے اپنی دیانت داری کے باعث امام ذہلی کی ان تمام احادیث کے نوشتوں کو جو احادیث انہوں نے امام ذہلی سے حاصل کی تھیں، امام مذکور کو دے آئے اور پھر ان سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ یہ اختلاف اصل میں امام بخاری اور امام ذہلی کے درمیان خلق لفظ کے مسئلہ پر ہوا تھا۔ امام بخاری خلق لفظ کے قائل تھے اور امام ذہلی لفظ کو قدیم مانتے تھے۔ امام مسلم نے اس نزاع میں امام بخاری کا ساتھ دیا اور ان کی تائید کرتے رہے۔

مورخین کا بیان ہے کہ جب امام بخاری سے خلق لفظ کے مسئلہ پر امام ذہلی کی نزاع بہت بڑھ گئی تو امام ذہلی نے اپنے حلق درس میں یہ اعلان کر دیا کہ کوئی شخص امام بخاری سے نہ ملے۔ امام ذہلی چونکہ ایک بلند پایہ محدث تھے اور نیشاپور میں ان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اس لیے ان کے حکم کی تعمیل کی گئی اور لوگوں نے امام بخاری کے پاس آنا جانا ترک کر دیا لیکن امام مسلم برابر آتے جاتے رہے۔ شاگردوں نے امام ذہلی سے اس کی شکایت کی کہ امام مسلم نے امام بخاری کے پاس آنا جانا ترک نہیں کیا ہے۔ ایک روز امام مسلم حلقہ درس میں شامل تھے کہ امام ذہلی نے حلقہ درس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ”تم میں سے جو شخص خلق لفظ کا قائل ہے اس کو میری مجلس میں شریک ہونا حرام ہے۔“ امام مسلم یہ سنتے ہی اٹھے، اپنی چادر سر پر رکھی اور واپس چلے آئے اور پھر کبھی امام ذہلی کے حلقہ درس میں شامل نہیں ہوئے یہاں تک کہ حدیث کے ان نوشتوں کو بھی جو انہوں نے امام ذہلی سے سن کر لکھے تھے امام ذہلی کو دے آئے اور اس طرح تعلقات کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد امام مسلم نے اطراف و جوانب کے علاقوں میں تحصیل حدیث کے لیے سفر اختیار کیا۔ حجاز، مصر، رے، یمن اور بغداد گئے اور وہاں کے محدثین کرام سے احادیث کو حاصل کیا۔ ان محدثین میں امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی، محمد بن مہران جمال، ابو غسال سعید بن منصور اور ابو مصیب رحمہم اللہ بہت مشہور ہیں۔

صحیح مسلم کی ترتیب:

ممالک اسلامیہ کے طویل دورے کے بعد حضرت امام مسلم نے چار لاکھ حدیثیں جمع کیں اور ان میں سے ایک لاکھ

حدیثیں کو ترک کر کے تین لاکھ حدیثوں کو یکجا کیا اور پھر ان تین لاکھ حدیثوں کو کافی عرصہ تک جانچ پڑتال کی اور ان حدیثوں پر ہر اعتبار سے مستند ثابت ہوئیں ان کا انتخاب کر کے صحیح مسلم شریف کو ترتیب دیا یعنی تین لاکھ حدیثوں میں سے کچھ زیادہ حدیثیں منتخب کیں اور ان کو صحیح مسلم شریف میں درج کیا اور باقی کو چھوڑ دیا۔

صحیح مسلم شریف کا درجہ:

حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے علمائے اسلام نے چھ کتابوں کو زیادہ مستند و معتبر قرار دے کر ان کو صحیح قرار دیا ہے یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح ابوداؤد، صحیح نسائی اور صحیح ابن ماجہ۔ اور ان میں سب سے زیادہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے کون زیادہ معتبر ہے اور کس کا پایہ بلند ہے اس میں علماء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ بعض صحیح بخاری کو بلند پایہ مانتے ہیں اور بعض صحیح مسلم کو۔ اور بعض نے یہ فیصلہ کیا کہ بعض اعتبارات سے صحیح بخاری کا درجہ بلند ہے اور بعض اعتبارات سے صحیح مسلم کا درجہ بلند ہے۔ چنانچہ ذیل کے اقوال سے اس کی کیفیت واضح ہوتی ہے۔

① حافظ عبد الرحمن بن علی الریج یمنی شافعی کہتے ہیں۔

تنازع قوم فی البخاری ومسلم لدی وقالوا یدین بقدم

فقلت فاق البخاری صحۃ کما فاق فی حسن الصناعۃ مسلم

”لوگوں نے میرے سامنے بخاری و مسلم کی ترجیح و فضیلت کے بارے میں گفتگو کی۔ میں نے کہا کہ صحت میں بخاری

ترتیب وغیرہ میں مسلم قابل ترجیح ہے۔“

② ابو عمر بن احمد بن حمدان کہتے ہیں ”میں نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری و مسلم میں کون اچھا ہے؟

انہوں نے فرمایا: ”وہ بھی عالم (محدث) ہیں اور یہ بھی۔“ میں نے دوبارہ پوچھا تو کہا ”بخاری اکثر غلط بھی لکھ دیتے ہیں۔ شام

کے اکثر راوی ایسے ہیں جن کا ذکر بخاری نے کہیں کنیت سے کیا ہے اور کہیں نام سے جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ دوراوی

لیکن مسلم نے ایسی غلطیاں نہیں کی ہیں اور ہر شخص کی تحقیق کر کے لکھا ہے۔“

③ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ ”امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں بخاری کی پیروی کی ہے اور بخاری کے قدم بہ قدم

چلے ہیں۔“

④ حافظ ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں کہ ”صحیح مسلم تمام کتب حدیث پر ترجیح رکھتی ہے۔ حافظ مدوح کا یہ قول ہے

”ما تحت اذیم السماء اصح من کتاب مسلم“ (آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب (قرآن کریم کے

بعد کوئی نہیں ہے۔)

⑤ ابو زرہ رازی اور ابو حاتم امام مسلم کے تبحر علم حدیث کے سبب امام مسلم رحمہ اللہ کو امام علم حدیث شمار کرتے

اور جماعت اہل حدیث کا سرگروہ مانتے ہیں۔

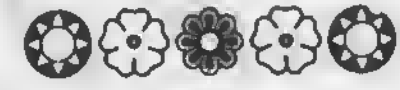
وفات حضرت امام مسلم:

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ کی وفات کا عجیب واقعہ مورخین نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ مجلس مذاکرہ میں کسی نے امام مسلم سے کوئی حدیث دریافت کی۔ حضرت امام مسلم کو اس وقت اس حدیث کی نسبت صحیح علم نہ تھا اس لیے وہ جواب نہ دے سکے اور مکان پر واپس آکر اس حدیث کو تلاش کرنے لگے۔ آپ حدیث کی تلاش میں نوبتوں کو الٹ پلٹ کر رہے تھے، پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا پڑا ہوا تھا، اس میں سے کھجوریں کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ تلاش حدیث میں انہماک کے سبب کھجوروں کا ٹوکرا خالی کر دیا اور اس وقت اس کا احساس ہوا جب کہ حدیث مل گئی۔ اور آپ نے مڑ کر ٹوکرے پر نظر ڈالی۔ کھجوریں زیادہ کھا جانے سے آپ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں اتوار کی شام کو ۲۴ رجب ۲۶۱ھ کو انتقال فرمایا۔ ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد میں نے امام مسلم رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا انہوں فرمایا ”خداوند تعالیٰ نے میرے لیے جنت کے ہر مقام کو جائز و مباح کر دیا ہے میں جہاں چاہوں رہوں۔“

ابو علی زعونی رحمہ اللہ کا بیان ہے کسی نے امام مسلم کو خواب میں جنت کے اندر دیکھا اور پوچھا ”کیوں کر نجات نصیب ہوئی۔“ امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اس جزو سے مجھ کو نجات میسر ہوئی جو میرے ہاتھ میں ہے۔“ یہ جزو صحیح مسلم کا تھا۔

امام مسلم کی دوسری تصانیف:

صحیح مسلم شریف کے علاوہ امام مسلم رحمہ اللہ نے چند اور نہایت مفید و معتد کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں ① کتاب مسند کبیر۔ ② کتاب الاسماء والکنی۔ ③ کتاب العلل۔ ④ کتاب العصیان۔ ⑤ کتاب حدیث عمرو بن شعیب۔ ⑥ کتاب مشائخ مالک۔ ⑦ کتاب مشائخ الثوری۔ ⑧ کتاب اوہام الحدیث۔ ⑨ کتاب الطبقات وغیرہ۔



دیباچہ

از۔ مولانا وحید الزمان

الحمد لله الذي من علينا بالهداية الى دين الاسلام واحكمه في قلوبنا خير احكام وجنبنا من بواطيل
الوساوس والاوهام بالافتاء بسنة نبیه خير الانام عليه افضل الصلوات ماتكررت الليالي والايام
وتعاقبت الانوار والاطلام وعلى الله واصحابه الكرام۔

بعد حمد و نعت کے فقیر حقیر سر اپا تقصیر وحید الزمان عفا عنه المنان خدمت میں تمام براوزان مسلمین اور شائقین
حدیث سید المرسلین ﷺ کے عرض کرتا ہے کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سروسامانی کے اواخر
۱۳۰۰ھ میں محض بتائید غیبی اور امداد خداوندی چار بڑی بڑی کتابیں حدیث کی مجملہ صحاح ستہ کے اردو میں ترجمہ ہو گئیں یعنی
مولانا مالک اور جامع ترمذی اور سنن ابو داؤد اور سنن نسائی اور اللہ جل شانہ نے اپنے فضل کرم سے ان چاروں کتابوں کو
مقبول فرمایا اور صد ہا ہزار ہائے ان کے طالبین نے ہر چہار طرف ولایت ہند کے خرید فرمائے۔ اب شروع چودھویں صدی
یعنی ۱۳۰۱ھ ماہ محرم سے یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگرچہ حیات مستعار کا اعتبار نہیں اور زندگانی دنیا محض ایک حباب ہے مگر جب
تک چند نفس باقی ہیں وہ بھی اگر خدمت حدیث میں صرف ہوں تو اس سے بڑھ کر کونسی نعمت ہے۔ پس اس خیال سے صرف
خداوند کریم کی مدد پر بھروسہ کر کے میں نے صحیحین کے ترجمہ میں وقت کو صرف کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری کی
شروحات اور ترجمے عربی اور فارسی زبان میں بہت ہو چکے ہیں بلکہ حال ہی میں ایک ترجمہ اردو زبان میں بھی شہرہ دارس میں
چھپنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ جناب نواب فیض ماب معنی القاب خادم سنت سید المرسلین، وارث الانبیاء والمرسلین، حامی
شریعت مبین، ناصر دین متین، قاصد بدعات، حاجی ظلمات مجدد قرن ثالث عشر، امام قرن رابع عشر، فخر العلماء والمجتہدین، راس
المفسرین والمحدثین جناب نواب والا جاہ امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر نے جن کی ہمت والا ہمیشہ ہمیشہ
اشاعت دین اور حمایت شریعت متین کی طرف متوجہ رہتی ہے اپنی مالی ہمتی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب ناظر الوجود فتح
الباری شرح صحیح بخاری کا چھپوانا مصرف میں شروع فرمایا اور ظاہر ہے کہ شروع بخاری میں فتح الباری کی مثل کوئی شرح نہ بنی

مقدمة

مقدمہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
 اے کر تا ہوں میں اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔ سب تعریف لائق ہے اسی پروردگار کو جو پالتا ہے سارے جہان کو اور
 انجام انہی لوگوں کا ہے جو پرہیزگار ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اتارے حضرت محمد ﷺ پر جو تمام پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں (یعنی
 امت کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات بابرکت پر ختم کر دیا۔ اب دنیا میں آپ کے بعد کوئی پیغمبر نئی شریعت لے کر نہیں آئے گا) اور تمام
 نبیوں اور پیغمبروں پر جو ہمارے پیغمبر ﷺ سے پہلے گزرے ہیں جیسے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ
 علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

مَا بَعْدُ فَإِنَّكَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ بِتَوْفِيقِ خَالِقِكَ بعد حمد اور صلوٰۃ کے خدا تجھ پر رحم کرے تو نے اپنے پروردگار کی
 اَنْزَلَتْ اَنْتَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعْرِفِ جُمْلَةِ تَوْفِيقٍ سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہیں) کہ تیرا قصہ
 الْاَخْبَارِ الْمَأْثُورَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سُنَنِ یہ ہے کہ تلاش کرے ان سب حدیثوں کو جو رسول اللہ سے روایت
 الْمَذِينِ وَآحْكَامِهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ کی گئی ہیں دین کے طریقوں اور حکموں میں۔ (یعنی مسائل کی
 الْعِقَابِ وَالتَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ حَدِيثِیں جو فقہ سے متعلق ہیں۔) اور ان حدیثوں کو جو ثواب اور
 شُؤْفِ الْأَشْيَاءِ بِالْأَسَانِيدِ الَّتِي بِهَا نُقِلَتْ عِقَابِ اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہیں (یعنی فضائل اور اخلاق
 وَأَوَّلُهَا أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَأَرَدْتُ أَنْ شَدَكَ اللَّهُ کی حدیثیں) اور ان کے سوا اور باتوں کی سندوں کے ساتھ جن کی رو
 تَوْفَقَ عَلَى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةٌ مُخَصَّصَةٌ وَسَلَّطَنِي أَنْ سے وہ حدیثیں نقل کی گئی ہیں اور جن کو علماء حدیث نے جاری رکھا
 لِمَصْنَعِ لَكَ فِي التَّأْلِيفِ بِلَا تَكَرُّارٍ يَكْثُرُ فَإِنَّ ذَلِكَ ہے اپنے میں (یعنی مشہور و معروف سندیں) تو تیرا مطلب یہ تھا اللہ
 اَمَنْتَ بِمَا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهُ فَصَدْتُ مِنَ التَّفَهُّمِ تجھ کو ہدایت کرے کہ تو ان سب حدیثوں سے واقف ہو جائے اس
 وَمَا وَالِاسْتِنبَاطِ مِنْهَا وَلِلَّذِي سَأَلْتَ أَكْرَمَكَ اللَّهُ طرح سے کہ وہ سب حدیثیں ایک جگہ جمع ہوں اور تو نے یہ سوال
 رَجَعْتُ إِلَى تَدْبِيرِهِ وَمَا تَوَلَّى بِهِ الْحَالُ إِنْ شَاءَ کیا تھا کہ میں ان سب حدیثوں کو اختصار کے ساتھ تیرے لیے جمع
 عَاقِبَةُ مَحْمُودَةٌ وَمَنْفَعَةٌ مَوْجُودَةٌ وَظَنَنْتُ حِينَ کروں اور اس میں تکرار نہ ہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا)
 النَّاسِ يَحْشُمُ ذَلِكَ أَنْ لَوْ عَزَمَ لِي عَلَيْهِ وَقَضَى لِي تو تیرا مقصد جو حدیثوں کو سمجھنا اور ان میں غور کرنا ہے اور ان سے

تَمَامُهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ يُصِيبُهُ نَفْعُ ذَلِكَ إِبَّايَ خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِي مِنَ النَّاسِ لِأَسْبَابٍ كَثِيرَةٍ يَطُولُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ إِلَّا أَنَّ جُمْلَةً ذَلِكَ أَنَّ ضَبْطَ الْقَلِيلِ مِنْ هَذَا الشَّانِ وَاتِّقَانَهُ أَيْسَرُ عَلَى الْمُرءِ مِنْ مُعَالَجَةِ الْكَثِيرِ مِنْهُ وَلَا سِيَّمَا عِنْدَ مَنْ لَا تَمَيِّزَ عِنْدَهُ مِنَ الْعَوَامِّ إِلَّا بِأَنْ يُوقِفَهُ عَلَى التَّمْيِيزِ غَيْرُهُ فَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي هَذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ إِلَى الصَّحِيحِ الْقَلِيلِ أَوْلَى بِهِمْ مِنْ أَزْدِيَادِ السَّقِيمِ وَإِنَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمُنْفَعَةِ فِي الْإِسْتِكْنَارِ مِنْ هَذَا الشَّانِ وَجَمْعُ الْمُكَرَّرَاتِ مِنْهُ لِحَاصَّةٍ مِنَ النَّاسِ بِمَنْ رُزِقَ فِيهِ بَعْضُ التِّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ بِأَسْبَابِهِ وَعِلَلِهِ فَذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ يَنْجُمُ بِمَا أُوتِيَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى الْفَائِدَةِ فِي الْإِسْتِكْنَارِ مِنْ جَمْعِهِ فَأَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِينَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَايِ الْخَاصِّ مِنْ أَهْلِ التِّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنَى لَهُمْ فِي طَلَبِ الْكَثِيرِ وَقَدْ عَجَزُوا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَلِيلِ

مسائل نکالنا ہے وہ جاتار ہے گا اور تو نے جس بات کا سوال کیا خدا تجھ کو عزت دے جب میں نے اس میں غور کیا اور اس کے انجام کو دیکھا تو خدا چاہے اس کا انجام اچھا ہو گا اور بالفعل بھی اس میں فائدہ ہے (یعنی حال اور مال دونوں کے فائدے کی بات ہے) اور میں نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھے اس بات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھ سے ہو جائے تو دوسروں سے پہلے خود مجھے ہی فائدہ ہو گا کئی سببوں سے جن کا بیان کرنا طول ہے مگر خلاصہ یہ ہے کہ اس طور سے تھوڑی حدیثوں کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھ آسان ہے آدمی پر بہت سی حدیثوں کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اس میں ایک طرح کا خلجان پیدا ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہو گا جن کو تمیز نہیں ہوتی کھوٹی کھری حدیث کے بغیر دوسرے کے بتلائے ہوئے اور جب حال ایسا ہوا جیسا ہم نے اوپر بیان کیا تو تھوڑی صحیح حدیثوں کا بیان کرنا ان کے لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثوں سے اور بہت سی حدیثیں بیان کرنا اور مکررات کو جمع کرنا (خاص خاص شخصوں کو فائدہ دیتا ہے جن کو علم حدیث میں کچھ واقفیت ہے اور حدیث کے اسباب اور علتوں کو وہ پہچانتے ہیں ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثوں کے جمع کرنے سے فائدہ اٹھائے گا لیکن عام لوگ جو برخلاف ہیں خاص لوگوں کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہیں ان کو کچھ حاصل نہیں بہت حدیثوں کے طلب کرنے میں جب کہ وہ تھوڑی حدیثوں کے پہچاننے سے عاجز ہیں (یعنی جس قدر کم حدیثیں انہوں نے دیکھی ہیں ان ہی کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے تمیز کرنے کی استعداد ان میں نہیں تو بہت حدیثوں سے وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ثُمَّ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ مُبْتَدُونَ فِي تَخْرِيجِ مَا سَأَلْتَ وَتَأْلِيْفِهِ عَلَى شَرِيطَةٍ سَوْفَ أَذْكُرُهَا لَكَ وَهُوَ إِنَّا نَعْمِدُ إِلَى جُمْلَةٍ مَا أَسْنَدَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ

پھر اگر خدا نے چاہا تو ہم ان حدیثوں کے بیان کرنے میں جن کے لیے تو نے فرمائش کی ہے ایک شرط پر چلیں گے جو بیان کرتے ہیں وہ شرط یہ ہے کہ ہم ان سب حدیثوں کی طرف قصد کرتے ہیں جو

مَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَثَلَاثِ طَبَقَاتٍ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ سَمَدًا (یعنی متصلاً) ایک راوی نے دوسرے سے سنا اور رسول اللہ ﷺ تک روایت کی گئی ہیں۔ (سب حدیثوں سے مراد اکثر حدیثیں ہیں اس لیے کہ سب مسند حدیثیں اس کتاب میں نہیں ہیں۔) پھر ان کو تقسیم کرتے ہیں تین قسموں پر اور راویوں کے تین طبقوں پر، (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتوں کا، دوسرا متوسطین کا تیسرا ضعیفاء اور متروکین کا مگر مصنف نے اس کتاب میں پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہیں کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب میں سب سے پہلی قسم کی حدیثیں ہیں اور دوسری قسم کی حدیثیں بیان کرنے سے پہلے مسلم مر گئے۔) بغیر تکرار کے۔ مگر جب کوئی ایسا مقام ہو جہاں دوبارہ حدیث کا لانا ضروری ہو اس وجہ سے کہ اس میں کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی ایسی اسناد ہو جو دوسری اسناد کے پہلو میں واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہاں تکرار کرتے ہیں۔ (یعنی دوبارہ اس حدیث کو نقل کرتے ہیں۔) اس لیے کہ جب کوئی زیادہ ہوئی حدیث میں جس کی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کے ہے۔ پھر ضروری ہے اس سب حدیث کا ذکر کرنا جس میں وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کر لیں گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھ اگر ممکن ہو یعنی ایک حدیث میں ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا ہے تو صرف اس جملہ کو دوسری اسناد بیان کر کے نقل کر دیں گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لائیں گے مگر ایسا جب کریں گے کہ اس جملہ کا علیحدہ ہونا حدیث سے ممکن ہو۔ (نوویؒ نے کہا کہ اس مسئلہ میں علماء حدیث کا اختلاف ہے یعنی حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے میں بعضوں کے نزدیک مطلقاً منع ہے کیونکہ روایت بالمعنی ان کے نزدیک جائز نہیں بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضوں کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا

عیبوں کے پہچاننے کی لیاقت نہیں تیری خواہش کا قبول کرنا ہم پر آسان ہو گیا۔ (اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اس کا کرنا آسان ہوتا ہے۔)

باب وجوب الروایۃ عن الثقات وترک الکذابين

باب: ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگوں سے روایت کرنا چاہیے
اور جن لوگوں کا جھوٹ ثابت ہو ان سے روایت

نہ کرنا چاہیے

واعلم وفقک اللہ تعالیٰ ان الواجب علی کل أحد عرف التنبیز بین صحیح الروایات وسقیمها وثقات الناقلین لها من المتهمین ان لا یزوی منها الا ما عرف صحة محارجه والستارة فی ناقلیه وأن یتقی منها ما کان منها عن اهل التهم والمعاندين من اهل البدع۔

جان لو! خدا تجھ کو توفیق دے جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویوں کو پہچانتا ہو اس پر واجب ہے کہ نہ روایت کرے مگر اس حدیث کو جس کے اصل کی (۱) صحت ہو اور اس کی (۲) نقل کرنے والے وہ لوگ ہوں جن کا عیب فاش نہ ہو اور ان لوگوں کی روایت سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہیں بدعتی۔

تشریح: نوویؒ نے کہا کہ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت نے اس کو کفر تک پہنچا دیا ہو اس کی روایت تو بالاتفاق مقبول نہیں اور جس کی بدعت کفر تک نہیں پہنچی اس کی روایت قبول کرنے میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کی روایت مقبول ہے، بشرطیکہ وہ روایت اس کی بدعت کی تائید میں نہ ہو اور صحیحین وغیرہ میں بہت سی روایتیں ان لوگوں سے منقول ہیں جو بدعت میں گرفتار تھے اصل یہ ہے کہ جو بدعتی عناد رکھتا ہو یعنی تعصب کہ جھوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکھے جیسے روافض میں سے ایک فرقہ خطاب یہ جو اپنی قوم کے فائدے کے لیے جھوٹی گواہی دینا جائز رکھتا ہے۔ اس کی روایت قبول نہیں ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور اس کی عدالت، روایت میں معلوم ہو اس کی حدیث قبول کی جائے گی۔

والدلیل علی ان الذی قلنا من هذا هو اللازم دون ما خالفه قول الله جل ذکره یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجهالة فتضبحوا علی ما فعلتم نادمین۔

اور دلیل اس پر جو ہم نے کہا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ”اے دُور ما خالفہ قول اللہ جل ذکرہ! یا ایہا الذین ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق آمناؤ ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوماً کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو پچھتاؤ اپنے بجهالة فتضبحوا علی ما فعلتم نادمین۔“

تشریح: ایک شخص کو حضرت ﷺ نے ایک قوم سے زکوٰۃ لینے کو بھیجا وہ (بستی والے) اس کے استقبال کو نکلے۔ اسلام سے پہلے اس قوم میں اور اس کی قوم میں بیر تھا، یہ ڈرا کہ میرے مارنے کو نکلے الٹا بھاگا، مدینے میں آکر مشہور کر دیا کہ فلاں قوم مرتد ہو گئی۔ حضرت ﷺ ان پر فوج بھیجتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ فاسق کی شہادت مقبول نہیں۔

لَاؤُهُ یَمْنَنَ تَرْضَوْنَ مِنَ الشَّهَدَاءِ وَقَالَ ارْأَوْ شَهِدُوا ذَوْیَ عَدْلٍ مِنْكُمْ فَذَلَّ مِنَ هَذِهِ الْآیَةِ أَنَّ خَبَرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ وَأَنَّ شَهَادَةَ غَیْرِ الْعَدْلِ مَرْدُودَةٌ۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور گواہ کرو دو مردوں کو یا ایک مرد اور دو عورتوں کو جن کو تم پسند کرتے ہو۔“ (گواہی کے لیے یعنی جو سچے اور نیک معلوم ہوں۔) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ”گواہ کرو دو شخصوں کو جو عادل ہوں۔“ تو ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہیں۔ اور جو شخص عادل نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے۔

اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے میں اگرچہ کچھ فرق ہے مگر وہ دونوں شریک ہیں ایک بڑے مطلب میں جب کہ علماء کے نزدیک فاسق کی حدیث مقبول نہیں ایسے ہی سب کے نزدیک فاسق کی حدیث مقبول نہیں۔ گواہی مردود ہے۔

یہ ایک اعتراض کا جواب ہے کہ جو آیتیں اوپر بیان ہوئیں ان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہیں پر حدیث اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونوں درحقیقت ایک ہیں اگرچہ بعض باتوں میں کچھ فرق ہے وہ فرق یہ کہ گواہی میں آزادی اور مرویت اور عدد (یعنی دو گواہ) شرط ہے اور حدیث میں یہ شرط نہیں، غلام، عورت اور ایک شخص کی حدیث تو مقبول ہے پر دونوں میں یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو، عقل ہو، بلوغ ہو، عدالت ہو، مروت ہو، ضبط اور حفظ ہو، تحمل اور ادائے وقت۔ (تحمل وہ وقت کہ حدیث سنے یا دیکھے اور اداء وہ وقت جب اس کو بیان کرے کسی سے اسی طرح گواہی میں ایک تحمل کا وقت ہے یعنی جب واقعہ سنے یا دیکھے اور اداء کا یعنی جب قاضی کے سامنے گواہی دے۔) اندھے کی گواہی میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اور علماء کی ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور امام مالکؒ اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اس کی بالاتفاق مقبول ہے۔ اسی طرح بلوغ کی شرط حدیث کے اداء کے وقت میں قتل کے وقت تو لڑکپن میں راوی جو سننے اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اس کی روایت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا مگر بعضوں کا یہ ہے کہ تحمل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط ہے نہ اداء کے وقت اور یہ دونوں علماء شاذ اور جمہور علماء کے خلاف ہیں۔ (نووی)

وَلَبَّ السُّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْأَخْبَارِ دَلَالَةُ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ. وَهُوَ أَنْزَلَ الْمَشْهُورَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ «مَنْ حَدَّثَ مِنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَافِرِينَ»۔

اسی طرح حدیث شریف سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا (جس کے غلط ہونے کا احتمال ہو) درست نہیں جیسے قرآن سے معلوم ہوتا ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے بہ شہرت منقول ہے کہ فرمایا آپ نے: ”جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔“

تشریح: یعنی گواہ نے جھوٹ نہیں بنایا پھر جب اس کو خیال ہے کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا تو اس کو بیان کرنا کیا ضروری

ہے، اگر اس پر بھی بیان کیا اور اس کا عیب ظاہر نہ کیا تو جھوٹوں میں وہ بھی شریک ہو گیا۔ یعنی اس پر بھی اتنا ہی وبال ہو گا جتنا جھوٹی حدیث بنانے والے پر۔ امام مسلمؒ نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے ہزار نے اپنی مسند میں بیان کیا کہ چالیس صحابیوں سے یہ حدیث اس نے روایت کی ہے اور ابو بکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیوں سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ ستاسی صحابیوں سے اور بعضوں نے کہ باسٹھ صحابیوں سے اور ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور کوئی حدیث سو اس حدیث کے ایسی نہیں جس کو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھ صحابیوں سے زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضوں نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دو سو صحابیوں سے منقول ہے اور بخاری اور مسلمؒ دونوں نے نقل کیا اس حدیث کو۔

بَابُ تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

باب: رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے

۱- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ۱- امام مسلمؒ نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندبؓ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ قالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ. بن شعبہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا۔ (یعنی وہی حدیث کہ جو اوپر گزری کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔)

تشریح: اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ پر جھوٹ باندھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے جیسے آگے کی روایتوں میں ہے کہ جو ایسا کرے گا اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم میں جائے گا پر اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلے گا کیونکہ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ موجد ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو دوسرے یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونے کا ظن ہو اس کو نقل کرنا بھی درست نہیں پر جب اس کے ساتھ یہ بات بھی کہہ دے یا لکھ دے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس میں یہ علت ہے تو درست ہے اور جائز ہے۔ محدثین کے نزدیک اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں تمام قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے یہاں تک کہ موضوعات کو بھی، تیسرے یہ کہ اگر نقل کرنے والے کے خیال میں غلطی ہو یعنی وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھ کر بیان کرے تو اس پر گناہ نہیں جیسے حاکمؒ اور ابن ماجہؒ نے بعض حدیثوں کو صحیح خیال کر کے روایت کیا ہے۔ چوتھی یہ کہ ہر قسم کی حدیث خواہ احکام ہو خواہ فضائل یا اخلاق میں سب میں یہی حکم ہے اور کرامیہ کے نزدیک فضائل اور اخلاق میں حدیث بنالینا درست ہے اور یہ ان کی انتہاء جہالت ہے۔ (نودی مع زیادہ)

۲- عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رَضِيَ ۲- ربیع بن جراشؓ سے روایت ہے اس نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ بَابُ تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

(۱) جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی من روی حدیثا وهو یری انه کذب (۲۶۲۲) وابن ماجہ المقدمة، باب من حدث عن رسول الله وهو یری انه کذب (۳۱) مسند احمد، کتاب اول مسند الکوفیین، رقم الحدیث (۱۷۷۳۷)
(۲) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الم من کذب علی النبی (۱۰۶)۔ والترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی تعظیم الکذب علی رسول الله (۲۶۲۵) وابن ماجہ، کتاب السنة (۳۱)۔ و تحفة الاشراف (۱۰۰۸)۔ مسند احمد، کتاب مسند العشرة المبشرین الجنة، رقم الحدیث (۵۹۵، ۵۹۶)

تشریح: یعنی لائق ہو گیا جہنم میں جانے کے اب اگر خدا معاف کر دے تو جہنم سے چھٹکارا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ گناہوں میں ہے بعضوں نے یہ بددعا ہے جھوٹی حدیث بنانے والے کے لیے یعنی خدا اس کو جہنم میں داخل کرے۔

۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ ۳- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے بہت اَحْذَرُكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَعَمَدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»۔ حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی: ”جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم سے بنالے۔“

۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»۔ ”جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“

۵- عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ آتَيْتُ ۵- علی بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں مسجد میں آیا اور ان دنوں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے حاکم تھے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ

بولنے والے کا نقصان ہو گا یا جس پر جھوٹ باندھا اس کا بھی یا اور دو تین آدمیوں کا سہی۔ پر رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہو گا اور دنیا کو نقصان پہنچے گا) پھر جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“

۶- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ ۶- ایک دوسری سند سے مروی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں لیکن اس میں (ان کذابا علی لیس بَذَرُكَ) «إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبِ عَلَيَّ أَحَدٍ»۔ کذاب علی احد) کے الفاظ نہیں ہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ

باب: سنی ہوئی بات (بغیر تحقیق کیے ہوئے)

(۱) مسند احمد، کتاب باقی مسند المکثرین، رقم الحدیث (۱۱۵۰۴)

(۲) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الم من کذب علی النبی (۱۱۰)۔ مسند احمد، کتاب باقی مسند المکثرین، رقم الحدیث (۷۹۱۸)

(۵) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الم من کذب علی النبی (۱۱۰)۔ مسند احمد، کتاب اول مسند الکوفیین، رقم الحدیث (۱۷۷۳۸)

(۶) سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب، رقم الحدیث (۴۳۴۰)

